امت پر

صل اللہ
علیہ والہٖ
وسلم

حقوقِ مصطفیٰ

از خطباتِ زماں

انتساب

ساغر چھوا بھی ہو تو میرے ہاتھ ٹوٹ جائیں
ناصح میں کیا کروں وہ نظر سے پلا گئے

یہ بندہ کمترین، ادب و تعظیم کے گلشن کا گلچیں، عشق ومحبت کی شمیم عنبر فشاں کی مہک، آداب کے چند پھولوں اور تعلیمات کے متعدد غنچوں کو۔۔۔ ارادت وعقیدت کے رشتے میں مربوط کر کے

اہل دل۔۔۔۔۔۔۔اہل نظر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اہل محبت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل ارشاد۔۔۔۔۔۔اہل فیض۔۔۔۔۔۔۔۔اہل فراست کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل خواب۔۔۔۔۔۔اہل خیال۔۔۔۔۔۔۔اہل خطابت کے نام۔۔۔۔۔۔۔

اہل دانش۔۔۔۔۔۔اہل درد۔۔۔۔۔۔۔۔اہل درایت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل حال۔۔۔۔۔۔اہل کمال۔۔۔۔۔۔۔۔اہل کہانت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل ادب۔۔۔۔۔۔اہل جذب۔۔۔۔۔۔۔اہل انابت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل ہوش۔۔۔۔۔اہل جوش۔۔۔۔۔۔۔اہل جودت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل نور۔۔۔۔۔۔۔اہل شعور۔۔۔۔۔۔۔۔اہل شہادت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل ذکر۔۔۔۔۔۔۔اہل فکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔اہل فطنت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل فقر۔۔۔۔۔۔۔اہل فنا۔۔۔۔۔۔۔۔اہل فتوت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل سوز۔۔۔۔۔۔اہل ساز۔۔۔۔۔۔۔اہل محبت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل ظرف۔۔۔۔۔اہل ضمیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔اہل ذکاوت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل اسراء۔۔۔۔اہل کشف۔۔۔۔۔۔۔اہل کرامت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل قرار۔۔۔۔۔۔اہل امر۔۔۔۔۔۔۔۔اہل امامت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل معنی۔۔۔۔۔۔اہل لفظ۔۔۔۔۔۔۔۔اہل عبادت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل حق۔۔۔۔۔۔اہل یقیں۔۔۔۔۔۔۔۔اہل امانت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل صدق۔۔۔۔۔اہل ولا۔۔۔۔۔۔۔۔اہل ولایت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل تمکین۔۔۔۔۔۔اہل سکر۔۔۔۔۔۔۔۔اہل سکینت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل ترک۔۔۔۔۔۔اہل تمنا۔۔۔۔۔۔۔۔اہل حسرت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل شوق۔۔۔۔۔۔اہل ذوق۔۔۔۔۔۔اہل ہمت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل راز۔۔۔۔۔۔اہل رموز۔۔۔۔۔۔۔۔اہل ریاضت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل ناز۔۔۔۔۔۔اہل نیاز۔۔۔۔۔۔۔۔اہل نزاکت کے نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل جدت ۔ اہل روایت کے نام

اہل حیرت ۔ اہل حرارت کے نام

اہل عشق ۔ اہل محبت کے نام کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔

جن کے چشمہ فیض روحانیت سے مخلوق خدا مستفیض و مستفید ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی اور ہاں ان ہی مردان خدا آگاہ نگاہوں نے تربیت کر کے اس عاجز کو اپنا آستانہ دکھایا روبرو بٹھایا۔۔۔اپنا بنایا۔۔۔اور چلتے وقت اپنے دست خاص سے تبرک۔۔۔ شعور قلب و نظر عطا فرمایا۔

میں روشناس نہ تھا اس نے روشناس کر دیا
پتہ نہ تھا جس کا اس نے پتہ بتا دیا

اللھم انی ابرئی حولی وقوتی الی حولك وقوتك واسئلك الرشاد اناتراب اقدام اولیائه الکرام

فقیر محمد زمان خان چشتی سیالوی

نذر عقیدت

سلطان العارفین امام العاشقین شیخ الکاملین

سید السالکین شیخ الاسلام والمسلمین

قمر الملۃ والدین قاسم فیضان نبوت

حضرت خواجہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی نور اللہ مرقدہ

کے حضور

جن کی نگاہ فیض سے ناقص کامل اور کامل رہنما بن گئے

کعبۃ العشاق باشد ایں مقام
ہر کہ ناقص آمد ایں جا شد تمام

یہ عاشقوں کا کعبہ ہے یہاں جو ناقص بھی آیا کامل بنا جن کے در کا میں ادنیٰ سے ادنیٰ گداہوں

نازم بچشم خود کہ جمال او دیدہ است
افتم بپائے خود کہ بکوئے او رسیدہ است

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

امید وار شفاعت محبوب کریم ﷺ

خاکپائے پیر سیال لجپال

حافظ محمد زمان خان

چشتی سیالوی

نذر محبت

بہت ہی پیارے بیٹے
بصورت نعمت رب کریم
صاجزادہ محمد قمرالزمان خان (چاند)
اور
صاجزادہ محمد ضیاءالزمان خان (پھول)
رحمت رب کریم بصورت بیٹی
فاطمہ بتول حسن کائنات (پری)
اور
مہک بتول حسن بہار (چاندنی)
اور
عروج فاطمہ رشک جہاں (خوشبو)
کے نام
جن کی محبت میری زندگی کا اثاثہ ہے
اور یہ میری چاہت' شفقت اور محبت کے مستحق ہیں
اے خدا ان نازک سی جانوں کو سدا خوش رکھنا
یہ نازک سے پھول ہیں انہیں دکھوں سے دور رکھنا
الٰہی
ان کی پھولوں جیسی حسیں زندگی میں کبھی بھول کر بھی خزاں نہ آئے
زمین آسمان پر چاند بن کر چمکیں

آمین

بطفیل زلف محبوب کریم ﷺ

حسین محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

میری خواہشوں کی تجھے خبر
تیری بخششوں پہ میری نظر
نہ تیرے کرم کی نظیر ہے
نہ میری طلب کی مثال ہے
مجھے زمانے کی گردشوں سے تیری نگاہیں بچا رہی ہیں
جونہی کسی غم نے سر اٹھایا مسکرایا خیال تیرا

اس عظیم حسین محبوب کے نام

☆ جس کی عمر عزیز کی اللہ نے قسم کھائی۔
☆ جس کے جمال جہاں آرا کی اللہ نے قسم کھائی۔
☆ جس کے دیار عزیزی کی اللہ نے قسم کھائی۔
☆ جس کو دونوں جہاں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔
☆ جس کو دونوں عالم کیلئے ہادی بنا کر بھیجا۔
☆ جس کو علم وحکمت کے خزانوں سے سرفراز کیا۔
☆ جس کے حضور آسمان وزمین سے ہر آن درود وسلام کے گجرے پیش کئے جاتے ہیں۔
☆ جس کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت قرار دیا۔
☆ جس کی محبت کو اللہ نے اپنی محبت قرار دیا۔
☆ جس کے لئے ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی۔
☆ جس کی بشارت داؤد علیہ السلام نے دی۔

☆ جس کی بشارت موسیٰ علیہ السلام نے دی۔

☆ جس کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی۔

☆ جس کی بشارت ہر آنے والے نے دی۔

☆ جس کی بشارت زرتشت نے دی۔

☆ جس کی بشارت گوتم بدھ نے دی۔

☆ جس کی بشارت ویدوں میں دی گئی۔

☆ جس نے ایک جہاں کو اخلاق سے اپنا گرویدہ بنایا۔

☆ جس نے اخلاق ہی سے خوں کے پیاسوں کو اپنا جانثار بنایا۔

☆ جس نے کشاکش زندگی سے کبھی پیٹھ نہ پھیری' مردانہ وار جینا سکھایا۔

☆ جس نے جو کہا پورا ہو کر رہا اور جو کیا پورا کر کے رکھا۔

☆ جس نے اپنے دوست و دشمن کسی کو نہ ترسایا' سبھی کو سیراب کیا۔

☆ جس نے زندگی بھر ایک جوڑے میں بسر کی۔

☆ جو غریبوں کا غریب اور شہنشاہوں کا شہنشاہ تھا۔

☆ جس نے سادگی کی انتہا کر دی' جس نے عاجزی کی انتہا کر دی۔

☆ جس نے شاہی میں فقیرانہ زندگی بسر کی۔

☆ جس نے غریبوں کا نام لے لے کر عیش و عشرت کا خواب نہ دیکھا اور شرم و حیا کو نہ شرمایا۔

☆ جس کا ہاتھ ہمیشہ اونچا رہا۔

☆ جس نے ہاتھ کبھی نہ پھیلایا' لینا نہیں دینا سکھایا۔

☆ جس کے انداز جدید سے جدید تر تھے۔

☆ جس کے افعال عجیب سے عجیب تر تھے۔

☆ جس کے اقوال خوب سے خوب تر تھے۔
☆ جس نے زبان و رنگ کو اللہ کی نشانیاں قرار دیا اور تنگ نظر انسانوں کو وسعت فکر و نظر دی۔
☆ جس نے آنے والے حادثات کی اطلاع دے کر انسان کو ہوشیار و خبردار کیا۔
☆ جس نے علم و حکمت کے دریا بہائے۔
☆ جس نے بتایا بہترین معاشرہ کے لیئے معاشی وسائل ہی نہیں اخلاقی اقدار کی بھی ضرورت ہے۔
☆ جس نے بچوں کو صداقت کا سبق دیا اور صداقت شعار بنایا۔
☆ جس کے تربیت یافتہ بچوں نے باطل کے آگے سر نہ جھکایا اور سر دے دیا۔
☆ جس نے موت کے آئینے میں زندگی کا چہرہ دکھایا اور شہیدوں کو جاوداں بنانا۔
☆ جس نے خادموں کو خدمت کا طریقہ بتایا۔
☆ جس نے تاجروں کو تجارت کا سلیقہ بتایا۔
☆ جس نے ملازموں کو ملازمت کا قرینہ بتایا۔
☆ جس نے شوہروں کو حقوق زوجیت کا پاسدار بنایا۔
☆ جس نے حاکموں کو حکومت کا سلیقہ بتایا۔
☆ جس نے فوج کشوں کو فوج کشی کا سلیقہ بتایا۔
☆ جس نے فاتحوں کو فتح و نصرت کے اداب سکھائے۔
☆ جس نے مہد سے لحد تک انسانی زندگی کے سارے گر بتائے۔
☆ جس نے معیشت کی راہیں کھولیں۔
☆ جس نے معاشرت کے طریقے بتائے۔
☆ جس نے محبت کا سبق سکھایا۔

☆ جس نے زندہ درگور کی جانے والی عورت کو مسند عزت پر بٹھایا۔
☆ جس نے عورت کے قدموں کے نیچے جنت کو لا کر رکھا اور اس کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا۔
☆ جس نے زندہ رہنا سکھایا۔
☆ جس نے مرنا جینا سکھایا۔
☆ جس نے مظلوموں کی دادرسی کی۔
☆ جس نے مسلم وغیر مسلم دونوں کی مشکل کشائی کی۔
☆ جس نے بے کسوں' بے بسوں اور مظلوموں کو صاحب اختیار و اقتدار بنایا۔
☆ جس نے کنجشک فرومایا کو شاہین سے لڑایا اور پست حوصلہ انسانوں کو بلند حوصلہ عطا فرمایا۔
☆ جس نے علم کی لگن لگائی' جس نے لوح وقلم کا وقار بلند کیا۔
☆ جس نے جہالت کی تاریکیوں سے نکالا اور علم کے نور سے منور کیا۔
☆ جس نے ضعیف کا حق قوی سے دلوایا اور قوی کو دینا سکھایا۔
☆ جس نے دادرسی کے لیئے تلوار اٹھائی۔
☆ جس نے دادخواہوں کی دادرسی کی۔
☆ جس نے مسکینوں اور یتیموں کی کفالت کی۔
☆ جس نے کسانوں اور مزدوروں کی حمایت کی۔
☆ جس نے غریبوں اور مفلسوں کو گلے لگایا۔
☆ جس نے تہذیب و تمدن کا پاس رکھا۔
☆ جس نے رسم و رواج کا لحاظ رکھا۔
☆ جس نے فکر انسانی میں ایک انقلاب برپا کیا۔

☆ جس نے عالمی نشاۃ ثانیہ کا اعلان کیا اور فکر و نظر کو بیدار کیا۔
☆ جس نے انسانی معاشرے میں انقلاب برپا کیا۔
☆ جس نے زمین والوں کو پرواز کرنا سکھایا۔
☆ جس نے نوع انسانی کیلئے مہمیز کا کام کیا۔
☆ جس نے شعور و آگہی کی آنکھیں کھول دیں۔
☆ جس نے قلب انسانی کو سنوارا۔
☆ جس نے تسخیر کائنات کے گر بتائے۔
☆ جس نے ذہنوں کو جنجوڑا' جس نے دلوں کو ٹٹولا۔
☆ جس نے نوع انسان کو ایک ملت کا تصور دیا اور ایک جیتا جاگتا ضابطہ حیات ساتھ لایا۔
☆ جس نے رنگ و نسل' قومیت و علاقائیت سے بے نیاز ہو کر سوچنا سکھایا اور ایک آفاقی سوچ دی۔
☆ جس نے مغلوب و مفتوحِ کائنات کو فاتح کائنات بنایا۔
☆ جس نے ذہنوں اور دلوں کو قابو میں رکھنا سکھایا۔
☆ جس نے بتایا سارا جہاں ایک سے وابستہ ہے ایک نہ ہو تو کچھ نہ ہو۔۔۔جس طرح اعداد کی ساری دنیا ایک سے وابستہ ہے ایک نہ ہو تو کوئی عدد نہ ہو۔
☆ جس نے اعلان کیا نہ گورے کو کالے پر فخر ہے نہ کالے کو گورے پر۔
☆ جس نے اعلان کیا نہ عربی کو عجمی پر فخر ہے نہ عجمی کو عربی پر۔
☆ جس نے اعلان کیا شرافت و بزرگی کا معیار کردار و عمل ہے۔
☆ جس نے روح کو بیدار کیا' فکر کو جگایا' نظر کو چمکایا۔
☆ جس نے آخرت کا تصور دے کر زندگی کو وسیع سے وسیع تر کر دیا۔

ہے۔ تناؤ کھنچاؤ سے نجات مل جانا بڑی دولت ہے۔ یہ سرور شکنجوں میں کسے ہوئے انسانوں کو آزاد کرتا ہے۔ یہ سرور پریشاں خیالیوں کا علاج ہے۔ گیتوں اور نغموں میں بھی سرور ہے۔ مگر آنی جانی ہے۔ محبت رسول ﷺ کا سرور ہی کچھ اور ہے۔ نعت محبت رسول ﷺ کی بہار ہے۔ نعت سرور سرمدی کا خزانہ ہے۔ ''بہترین تخلیقات وہی ہیں جو روحانی سرور اور بصیرت کا ذریعہ ہوں۔''

محبت رسول ﷺ احساس میں شدت اور جذبے میں گہرائی پیدا کرتی ہے۔ دل مچلنے لگتا ہے۔ ذہن سنبھلنے لگتا ہے۔ زبان گنگنانے لگتی ہے۔ خود بخود اشعار ڈھلنے لگتے ہیں۔

نعت جذبات واحساسات کو متوازن رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ انسان کی طبعی وحشت کو طمانیت وسکون سے بدل دیتی ہے۔ فکر وخیال میں ایک سونی اور یک رنگی پیدا کرتی ہے۔ محبت کرنے والے میں جب جمالِ محبوب منعکس ہوتا ہے تو اس کے قول وعمل اور فکر وخیال میں محبوب کے جلوے نظر آنے لگتے ہیں۔ جتنا قریب ہوتا جاتا ہے اتنا ہی محبوب کے رنگ میں رنگتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خود محبوب بن جاتا ہے۔ رضا بریلوی نے اپنی نعتیہ شاعری میں اس جان جاں' جان ایماں ﷺ کی سیرت سمو کر رکھ دی۔ دیوان کیا ہے' حریم ناز کے پردے اٹھے ہوئے ہیں۔ جمال محبوب' ادائے محبوب' کلام محبوب' خرامِ محبوب' عطائے محبوب' رضائے محبوب' وفائے محبوب۔ جدھر دیکھئے محبوب ہی محبوب۔ جدھر دیکھئے نور ہی نور۔ سبحان اللہ' سبحان اللہ۔

دل نور' جگر نور' زبان نور' نظر نور
یہ کیا ہے مری خاطرِ ناشاد کا عالم!

محبت کرنے والے جب اپنے محبوب دل آراء کی محبت میں ڈوبتے ہیں اور اس کے حسنِ دل افروز کو شعروں میں ڈھالتے ہیں تو یہ محسوس ہوتا ہے جیسے دل مچل رہے ہوں۔ جیسے آنکھیں برس رہی ہوں۔ جیسے سینے پھک رہے ہوں۔ جیسے چشمے ابل رہے ہوں۔ جیسے فوارے چل رہے ہوں۔ جیسے گھٹائیں چھا رہی ہوں۔ جیسے پھوار پڑ رہی ہو۔ جیسے مینہ برس رہا ہو۔ جیسے جھرنے چل رہے ہوں۔ جیسے دریا بہہ رہے ہوں۔ جیسے صبا چل رہی ہو۔ جیسے پھول کھل رہے ہوں۔ جیسے خوشبو مہک رہی ہو۔ جیسے تارے چمک رہے ہوں۔ جیسے کہکشاں دمک رہی ہو۔ جیسے آفاق پھیل رہے ہوں۔ جیسے دنیا سمٹ رہی ہو۔ جیسے زمیں سے اٹھ رہے ہوں۔ جیسے فضاؤں میں بلند ہو رہے ہوں۔ جیسے آسمانوں میں پھیل رہے ہوں۔ جیسے دروازے کھل رہے ہوں۔ جیسے ایک نئے جہاں میں جھانک رہے ہوں۔ جیسے قدسیوں سے باتیں کر رہے ہوں۔ جیسے حوروں سے سرگوشیاں کر رہے ہوں۔ جیسے باغِ بہشت کی سیر کر رہے ہوں۔ جیسے کوثر و تسنیم سے سیراب ہو رہے ہوں۔ جیسے سینوں میں وسعت کونین سما رہی ہو۔ جیسے جلوہِ یار کو آمنے سامنے دیکھ رہے ہوں۔ جیسے وہ آ رہے ہوں۔ جیسے وہ جا رہے ہوں۔ جیسے وہ ہنس رہے ہوں۔ جیسے وہ رو رہے ہوں۔ جیسے وہ بول رہے ہوں۔ جیسے وہ مسکرا مسکرا کر دل کی کلیاں کھلا رہے ہوں۔ جیسے ہم ان کو دیکھ دیکھ کر مر رہے ہوں، جی رہے ہوں۔ جیسے ان کے نور کی خیرات لوٹ رہے ہوں۔ جیسے ان کے کرم کی بہاریں دیکھ رہے ہوں۔

ان کے حضور جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

ان اللہ اصطفی ادم ونوحا وال ابراھیم (آل عمران ۳۳)

ان کے حضور جو مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء (سورہ آل عمران ۱۷۹)

ان کے حضور جو احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (صف ۶)

ان کے حضور جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

محمد رسول اللہ (فتح ۲۹)

ان کے حضور جو یٰسین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

یسین۔ والقرأن الحکیم۔ انک لمن المرسلین (یٰسین ۱)

ان کے حضور جو طٰہٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

طہ' ما انزلنا علیک القرأن لتشقی (طٰہٰ ۱)

ان کے حضور جو کملی صلی اللہ علیہ وسلم والے ہیں۔

یایھاالمزمل (مزمل ۱)

ان کے حضور جو چادر صلی اللہ علیہ وسلم والے ہیں۔

یایھاالمدثر (مدثر ۱)

ان کے حضور جو نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

الذین یتبعون الرسول النبی الامی (اعراف ۱۵۷)

ان کے حضور جو داعی الی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

وداعیا الی اللہ باذنہ (احزاب ۴۶)

ان کے حضور جو ہادی و منذر ﷺ ہیں۔

انما انت منذر ولکل قوم ھاد (رعد' ۷)

ان کے حضور جو روشن چراغ ﷺ ہیں۔

وسراجا منیرا (احزاب' ۴۶)

ان کے حضور جو شاہد ﷺ ہیں۔

انا ارسلنٰك شاھدا و مبشرا و نذیرا (احزاب' ۴۵)

ان کے حضور جو بشیر و نذیر ﷺ ہیں۔

وماارسلنٰك الا کافة للناس بشیرا و نذیرا (سبا' ۲۸)

ان کے حضور جو مزکی ﷺ نفوس انسانی ہیں۔

ویزکیھم (آل عمران' ۱۲۴)

ان کے حضور جو معلم وحکمت ﷺ ہیں۔

ویعلمھم الکتٰب والحکمة (آل عمران)

ان کے حضور جو نور ﷺ ہیں۔

قد جآء کم من اللہ نور و کتٰب مبین (مائدہ' ۱۵)

ان کے حضور جو تاریکیوں سے نکالنے والے ﷺ ہیں۔

لتخرج الناس من الظلمات الی النور (ابراہیم' ۱)

ان کے حضور جو غلط بندھنوں سے نجات دلانے والے ﷺ ہیں۔

ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم (اعراف' ۱۵۳)

ان کے حضور جو ہر بات کے شارع ﷺ ہیں۔

لتبین للناس مانزل الیھم (نحل' ۴۴)

ان کے حضور جو صدق ﷺ ہیں۔

والذی جآء بالصدق (زمر ۳۳)

ان کے حضور جو مرکز حق ﷺ ہیں۔

یایھا الناس قد جآء کم الرسول باالحق من ربکم (نساء ۱۷۰)

ان کے حضور جو برہان ﷺ ہیں۔

قد جآء کم برھان من ربکم (نساء ۱۷۴)

ان کے حضور جو حاکم برحق ﷺ ہیں۔

لتحکم بین الناس بمآ اراك الله (نساء ۱۰۵)

ان کے حضور جو صاحب قول فیصل ﷺ ہیں۔

ما کان لمومن ولا مومنة اذا قضی الله ورسوله امرا ان یکون لھم الخیرة من امرھم (احزاب ۳۶)

ان کے حضور جو سراپا ہدایت ﷺ ہیں۔

وانه لھدی ورحمة للمومنین (نمل ۲۷)

ان کے حضور جو سراپا رحمت ﷺ ہیں۔

ومآ ارسلنٰك الا رحمة للعلمین (انبیاء ۱۰۷)

ان کے حضور جو رؤف ورحیم ﷺ ہیں۔

حریص علیکم بالمومنین رئوف رحیم (توبہ ۱۲۸)

ان کے حضور جو ہمارے گواہ ﷺ ہیں۔

لیکون الرسول علیکم شھیدا (حج ۷۸)

ان کے حضور جو صاحب خلق عظیم ﷺ ہیں۔

انك لعلی خلق عظیم (قلم ۴)

ان کے حضور جو اول المومنین ﷺ ہیں۔

امن الرسول بمآ انزل الیه من ربه (بقرہ‘۲۸۵)

ان کے حضور جو اول المسلمین ﷺ ہیں۔

وانا اول المسلمین (انعام‘۱۶۳)

ان کے حضور جو خاتم النبیین ﷺ ہیں۔

ولکن رسول الله وخاتم النبیین (احزاب‘۴۰)

ان کے حضور جو عبد (کامل) ﷺ ہیں۔

سبحان الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلا (بنی اسرائیل‘۱)

ان کے حضور جو صاحب کوثر ﷺ ہیں۔

انآ اعطینٰك الکوثر (کوثر‘۱)

ان کے حضور جو صاحب رفعت شان وشہرت ﷺ ہیں۔

ورفعنالك ذکرك (الشرح‘۴)

ان کے حضور جو ایمان والوں کی جان سے بھی زیادہ عزیز اور پیارے ﷺ ہیں۔

النبی اولی بالمومنین من انفسهم (احزاب‘۶)

ان الله وملئکة یصلون علی النبی

یا یها الذین امنوا صلو علیه وسلمو تسلیما

صلی الله علیه وعلی آله وسلم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد
فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

امت پر حقوق مصطفےٰ ﷺ

محترم سامعین کرام! ہر شخص پر اس کے والدین' اساتذہ' حاکم' پیر اور تمام بڑوں اور بزرگوں کے کچھ حقوق ہیں جن کو ادا کرنا اس شخص کے لئے باعث عزت وسکون بھی ہے اور اخروی نجات کا ذریعہ بھی' اس لئے اسلام نے حقوق العباد کی ادائیگی کی بے حد تاکید فرمائی ہے۔ اسی طرح ہر امت پر اپنے نبی کے بھی کچھ حقوق ہوتے ہیں اور رحمت دوجہاں محبوب کبریاء ﷺ کے حقوق اپنی امت پر سب سے زیادہ ہیں کیونکہ آپ کے احسانات بھی امت پر بے حد بے شمار ہیں۔ آپ ﷺ نے ڈوبتی انسانیت کو سہارا دیا۔ سرداروں اور سرمایہ داروں سے غریبوں کو نجات دلائی' ظالموں سے مظلوموں کا حق دلایا' یتیموں' غریبوں اور بے سہارا الخلوق کا صاحب استطاعت اور اہل ثروت کو سہارا بنایا۔ عورتوں کو مردوں کے جبر واستبداد سے نجات دلائی اور مردوں پر ان کے حقوق کا تعین کیا۔ ایک ایسا نظام حیات عطا فرمایا جو قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے کافی اور ذریعہ فلاح و بہبود ہے۔ آپ نے احکام الٰہی پر عمل کر کے امت مسلمہ کے لئے ایک ایسا بہترین نمونہ پیش کیا جس کو اپنانے والوں کے لئے رضائے الٰہی کا حصول سہل اور دنیوی زندگی میں سکون و اطمینان اور آخرت میں نجات یقینی ہوگئی۔ آپ نے امت مسلمہ کی سیاسی' معاشی' اقتصادی غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ میں مکمل رہنمائی فرمائی۔ آپ نے دنیا کو عدل وانصاف' ہمدردی اور محبت ومساوات کا پیغام پہنچایا' آپ نے حاکم ومحکوم' بادشاہ رعایا' عدلیہ وانتظامیہ اور چھوٹوں بڑوں کے باہمی رشتے واضح اور ان کے حقوق متعین فرمائے۔ آپ نے تہذیب وتمدن کا اعلیٰ معیار قائم کیا۔ آپ نے انسانوں کو ہمدردی اور محبت کا درس دیا۔ آپ نے غرور وتکبر کے بتوں کو مسمار کیا۔ آپ نے رنگ ونسل اور زبان کے امتیازات کو مٹایا۔ آپ نے پتھر کھا کر کانٹوں کو برداشت کر کے' غزوات کی صعوبتوں کو جھیل کر اور دشمنوں کی سازشوں کا مقابلہ کر کے اسلام کی بنیادوں کو مستحکم کیا۔ آپ نے راتوں کو جاگ کر' دن کے روزے رکھ کر امت کے لئے طلب مغفرت کی اور اللہ قادر وکریم کے یہاں گنہگاروں کی شفاعت کا حق حاصل کیا۔ آپ نے حصول جنت اور دوزخ سے بچنے کے طریقے بتائے۔ آپ ہی کی وجہ سے اس امت کو بہترین امت ہونے کا شرف ملا۔ آپ کی وجہ سے قیامت تک عالمگیر عذاب الٰہی سے انسانوں کو نجات نصیب ہوئی۔ آپ ہی کے ذریعہ امت کو اللہ کریم کی آخری کتاب قرآن کریم ملی جو بنی نوع انسان کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنی۔ غرضیکہ امت پر محبوب کریم ﷺ کے بیشمار احسانات ہیں اور ہر ایک کا حق اس کے احسان ہی کے مطابق مقرر ہے اولاد پر ماں باپ کے حقوق تمام رشتہ داروں کی بہ نسبت اسی لئے تو زیادہ ہیں کہ ان کے احسانات بھی سب سے زیادہ ہیں اور والدین ہی کی وجہ سے تمام رشتے قائم ہوتے ہیں۔ پس اسی طرح رحمت دوجہاں ﷺ کے حقوق امت پر سب سے زیادہ ہیں اور جس سے بھی جو تعلق پیدا ہوا ہے اس کا دراصل

ذریعہ محبوب کبریاء ﷺ ہی تو ہیں۔امت کی انفرادی واجتماعی کامیابی وکامرانی آپ کے حقوق کی ادائیگی پر موقوف ہے۔جس دور میں امت نے ان حقوق کو ادا کیا اللہ قادروکریم نے عزت بھی دی اور سکون و اطمینان کی زندگی بھی اور جب امت نے حقوق محبوب ﷺ کی ادائیگی سے غفلت برتی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذلت وخواری مسلط ہوئی۔جان کائنات ﷺ کے حقوق کی اہمیت کا اندازہ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات' چند احادیث اور واقعات سے ہوسکتا ہے اور یہ بھی معلوم کیا جاسکتا ہے کہ ہمارے اسلاف نے کس قدر احتیاط اور اہتمام کے ساتھ ان حقوق کو ادا کیا۔

ترجمہ ومفہوم آیات

☆ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہ لایا پس ہم نے کافروں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے (سورۃ فتح)۔

ایمان کو ذریعہ نجات سمجھنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ صرف اللہ پر ایمان کو ہی ذریعہ نجات نہ سمجھ بیٹھیں بلکہ انہیں اللہ کے رسول ﷺ کا یہ حق ادا کرنا ہوگا کہ وہ رسول پر بھی ایمان لائیں۔وہ نبی آخرالزماں ﷺ کی نبوت' ان کے آخری نبی ہونے اور اللہ قادروکریم کی طرف سے ان کو ملے ہوئے تمام کمالات کا یقین کریں اور قلب وزبان سے ان کو اسی طرح تسلیم کریں جس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو مانتے ہیں۔اسی لئے کلمہ طیبہ میں **لا الہ الا اللہ** کے ساتھ **محمد الرسول اللہ** پڑھنا لازمی ہے۔اللہ پر ایمان نہ رکھنے والا رسول ﷺ سے وابستگی میں جھوٹا ہے اور رسول ﷺ کا منکر دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا۔اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا لازم وملزوم ہے اور جس نے ایسا نہ کیا۔رسول اللہ ﷺ کے اس حق کو تلف کیا وہ خود کو کتنا ہی مسلمان کہتا ہے لیکن وہ کافروں میں شمار ہوگا اور اس کے لئے وہی نار جہنم ہے جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

☆ اور جو کچھ رسول ﷺ تمہیں دے دیں اس کو لے لو اور جس سے وہ تمہیں منع فرمائیں اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرو تحقیق اللہ سخت عذاب دینے والا ہے (سورۃ حشر)۔

محبوب کریم ﷺ کا یہ حق ہے کہ امتی ان پر مکمل اعتماد کریں اور یہ یقین کریں کہ صرف محبوب کریم ﷺ ہی ان کی دنیوی واخروی کامیابی وکامرانی کا ضامن ہے اور محبوب کریم ﷺ کی بتائی ہوئی ہر بات پر عمل ذریعہ عزت وعظمت ہے اور امتی تباہی و بربادی سے اسی وقت محفوظ رہ سکتے ہیں جبکہ وہ ہر اعتبار سے محبوب کریم ﷺ کو اہمیت اور فوقیت دیں۔یہاں تک کہ وہ محبوب کریم ﷺ کی کسی بات پر تامل تک نہ کریں اور جو محبوب کریم ﷺ کرنے کا حکم دے اس کو کریں اور جن باتوں سے محبوب کریم ﷺ بچنے کا حکم دے ان سے وہ بچیں۔یہی مسلمانوں کے لئے مناسب ہے اگر کسی نے محبوب کریم ﷺ کے اس حق کو تسلیم نہ کیا تو اس کے لئے عذاب الٰہی مقرر ہے اور اللہ تعالیٰ کا عذاب تو بہت ہی سخت ہے (اللہ محفوظ رکھے)۔

☆ آپ (ﷺ) فرمادیں کہ حکم مانو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ تعالیٰ کو

خوش نہیں آتے کافر (العمران)۔

مسلمان ہونے کے لئے صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت کافی نہیں بلکہ حق تو یہ کہ اللہ کی اطاعت ممکن ہی نہیں جب تک کہ محبوب کریم ﷺ کی اطاعت نہ ہو پس ہر امتی پر یہ رسول ﷺ کا حق ہے کہ وہ اللہ کریم کی اطاعت کے ساتھ محبوب کریم ﷺ کی اطاعت بھی کرے۔ وہ جن احکام کی بھی پابندی کرے یہ تصور رکھے کہ میں اللہ قادروکریم کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔ اس لئے کہ مجھے اللہ کے محبوب ﷺ نے اسی طرح کرنے کا حکم دیا ہے۔ نماز ہو روزہ ہو یا زکوٰۃ یا حج حقوق اللہ کی ادائیگی کا معاملہ ہو یا حقوق العباد کی ادائیگی حتیٰ کہ شریعت کی ہر بات پر عمل مسلمان صرف اس لئے کرتا ہے کہ حاکم کائنات ﷺ نے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ تصور جس قدر مضبوط ہوگا اتنا ہی محبوب کریم کا حق ادا ہوگا اور جس نے اس تصور کو چھوڑا اور یہ خیال کر بیٹھا کہ محبوب کبریاء ﷺ سے میرا صرف اتنا تعلق ہے کہ انہوں نے باتیں بتا دیں اب میرا معاملہ رسول کریم ﷺ کے بغیر براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہوگیا' تو یہ شخص گمراہ ہوگیا اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہرگز پسند نہیں فرماتا۔

☆ آپ ﷺ فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمہیں دوست بنا لے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (سورۃ العمران)۔

اتباع و پیروی بھی محبوب کبریاء ﷺ کا حق ہے اور یہ حق اتنا اہم ہے کہ اللہ قادروکریم سے کسی کا دعوے محبت اس وقت تک تسلیم نہیں کیا جا سکتا جب تک وہ محبوب ﷺ کی پیروی نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام لینے والے ہر بندے نے اللہ کریم کے وجود کا علم محبوب کریم ﷺ ہی سے تو حاصل کیا ہے اب اللہ کریم کے ہاں کس طرح کسی ایسے شخص کی محبت قابل قبول ہو سکتی ہے جو محبوب کریم ﷺ کا واسطہ چھوڑ کر اللہ تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ پس جو کوئی اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے اس کے لئے لازم ہے کہ محبوب کریم ﷺ کی اتباع و پیروی اختیار کرے اور جو محبوب کریم ﷺ کا یہ حق ادا کرے گا اس پر اللہ کا یہ انعام ہوگا کہ اللہ کریم اس سے محبت کرنے لگے گا اور اس کے تمام گناہوں کو بخش دیا جائے گا بلاشبہ محبوب کریم ﷺ کا حق ادا کرنے والوں کے لئے یہ اللہ کریم کا عظیم انعام اور اچھا بدلہ ہے۔

☆ بیشک تمہارے لئے رسول ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے اس شخص کے لئے جو اللہ کریم سے اپنے عمل کی جزا اور آخرت میں بھلائی کی توقع رکھتا ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کو یاد رکھا (سورۃ احزاب)۔

یہ امت مسلمہ کی خوش نصیبی ہے کہ اللہ قادروکریم نے ایسا محبوب ﷺ عطا فرمایا جس کا ہر عمل اور قول مرضی الٰہی کے عین مطابق ہے۔ انہوں نے جو فرمایا وہ کر کے دکھایا اور اس طرح امت کے لئے شریعت کو اپنانا اور احکام الٰہی پر عمل کرنا سہل ہوگیا پس ایسے عظیم رسول ﷺ کا یہ حق ہے کہ امتی اس کو اپنی زندگی کے لئے نمونہ بنائیں ان کی زندگی ایسی کامل اور مکمل ہے کہ ہماری زندگی صرف انہی سے وابستہ ہو کر کمال تک پہنچ

سکتی ہے پس جو شخص بھی اللہ کریم سے اپنے اعمال کی بہترین جزا چاہتا ہے' آخرت میں بلند مقام کا خواہاں ہے اور اس کا دل اللہ قادر و کریم کی یاد سے آباد ہے اسے محبوب کریم ﷺ کا یہ حق ادا کرنا چاہئے اور اس راہ سے بھٹکنے والا ہرگز کامیابی کی منزل کو نہیں پا سکتا۔

☆ نبی (ﷺ) مومنین کے لئے ان کی جانوں سے قریب تر ہیں اور نبی ﷺ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں (سورۃ احزاب)۔

امتی کا نبی سے زیادہ کوئی ہمدرد نہیں ہو سکتا وہ اس دنیا میں رہے تو امت کی فلاح و بہبود کے لئے مصائب و آلام برداشت کرتے اور اللہ قادر و کریم سے امت کے لئے دعا کرتے رہے اور اس دنیا سے ظاہری پردہ فرما جانے کے باوجود بھی وہ امت کے حال پر نظر رکھتے ہیں۔ امتیوں کے اچھے اعمال سے خوش ہوتے اور ان کی برائیاں آپ کو دکھ پہنچاتی ہیں۔ پس امتیوں کو چاہئے کہ وہ اپنا ماضی' مستقبل اور حال صرف نبی سے ہی وابستہ کریں کیونکہ کامیابی کا یہ ذریعہ بالکل اسی طرح قابل اعتماد ہے جس طرح ایک بیٹے کے لئے اس کے صالح باپ کا ذریعہ ہوتا ہے۔ نبی کا اپنی امت سے ظاہری اور مادی باپ سے کہیں زیادہ مضبوط اور مستحکم رشتہ ہے اسی لئے تو نبی کی بیویاں امتیوں کی ماں قرار دی گئی ہیں۔ ہر امتی کو اس مقدس رشتے کا خیال رکھتے ہوئے نبی کا حق ادا کرنا چاہئے جس نے نبی ﷺ کے حقوق ادا کئے وہ نبی ﷺ کا ہی ہو جاتا ہے اور جو نبی ﷺ کا ہو گیا اس کا اللہ ہو جاتا ہے اور جس کا اللہ ہو گیا ساری خدائی پر اس کی عظمت وعزت' رعب و دبدبہ غالب آ جاتا ہے۔ مخلوق خدا اس کی محتاج ہو جاتی ہے اور اس کے احکام کی پابند ہو جاتی ہے۔ ایسے خوش نصیب افراد پر نہ کوئی خوف طاری ہو سکتا ہے اور نہ انہیں آخرت کے انجام کا غم رہتا ہے۔

☆ آپ (ﷺ) فرما دیجئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہاری قبیلہ اور کنبہ اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس کا نقصان ہونے سے تم ڈرتے رہتے ہو اور گھر جو تم پسند کرتے ہو تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے محبوب رسول ﷺ اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ پیارے ہوں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (سورۃ توبہ)۔

رسول ﷺ کا امتی پر یہ بھی حق ہے کہ ہر معاملہ میں امتی رسول ﷺ کے احکام کو فوقیت دیں' والدین' اولاد' رشتہ داروں' مال و دولت و تجارت و جائیداد ہر چیز سے محبت کی اجازت دی گئی ہے لیکن اس کی ایک حد ہے اور وہ یہ کہ اگر ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری سے روکے تو اس کی محبت کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر قربان کرنا ہو گا۔ اس لئے وہ اولاد اور رشتے دار ملنے جلنے کے قابل نہیں جو بدعقیدہ یا بدکردار ہوں' وہ مال و دولت استعمال کے لائق نہیں جو سود' رشوت' چوری یا کسی بھی ناجائز اور غیر قانونی ذریعہ سے حاصل کی گئی ہو اور ایسی تجارت کرنے کی بالکل اجازت نہیں جو حرام چیزوں کی ہو' جیسے شراب' خنزیر وغیرہ چاہے ایسی تجارت میں کتنا ہی فائدہ ہو اور ایسی جائداد سے

فائدہ حاصل کرنے کی اجازت نہیں جو حرام مال سے یا کسی کا حق مار کر بنائی گئی ہو۔ ان تمام چیزوں کو اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کے مطابق چھوڑنا ہوگا۔ رسول ﷺ کا یہ حق اس قدر اہم ہے کہ اگر کسی نے اس سے غفلت اختیار کی اس طرح کہ وہ احکام رسول ﷺ کی پروا کئے بغیر دنیا کی ان چیزوں میں الجھ گیا تو اس کو اللہ کے عذاب کا انتظار کرنا چاہئے۔ اس حق تلفی پر مطمعن نہ ہوا یسا شخص دنیا ہی میں عذاب الٰہی میں مبتلا ہوگا ورنہ آخرت میں اس کو سزا ضرور بھگتنا ہوگی۔ بہرحال عذاب الٰہی اس کا مقدر ہو چکا ہے (اللہ محفوظ رکھے)۔

☆ ہم نے آپ ﷺ کو احوال بتانے والا ارخوشخبری دینے والا' ڈرانے والا بنا کر بھیجا تا کہ تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور اس کی تعظیم کرو اور اللہ قادر و کریم کو صبح و شام پا کی کے ساتھ یاد کیا کرو (سورۃ فتح)۔

محسن کائنات ﷺ نے ماضی کا حال بھی بتایا اور مستقبل کی خبریں بھی دیں' قبر و حشر کی باتیں بھی بتائیں اور آخرت میں ہونے والے واقعات کی بھی اطلاع دی۔ آپ نے مومنین کو جنت کی خوشخبری سنائی اور کافروں کو جہنم کی آگ سے ڈرایا۔ پس اللہ اور اس کے محبوب رسول ﷺ پر ایمان لانے کے ساتھ اس رسولِ مکرم ﷺ کا امت پر یہ حق ہے کہ وہ ان کی تعظیم کریں' ان کا احترام کریں اور تعظیم و احترام پورے کمال کے ساتھ ہو۔ جب امتی محبوب کریم ﷺ کا یہ حق ادا کرتے ہوئے اللہ کی پاکی بیان کریں گے تو انہیں رب کی خوشنودی نصیب ہوگی۔ محبوب کریم ﷺ کی تعظیم و احترام نہ کرنے والا یا ان کو ایک عام انسان ہی کی طرح خیال کرنے والا کتنا ہی اللہ کی عبادت کرے اور پاکی بیان کرے وہ قرب الٰہی کا بلند مقام ہرگز نہیں پا سکتا۔ اس حق کو امتی جس طرح چاہیں ادا کریں لیکن قرآن کریم نے خاص طور پر چند آداب کا ذکر کیا ہے' جن کا خیال رکھنا کمال تعظیم و توقیر کے لئے ناگزیر ہے۔ ارشاد فرمایا گیا۔ ''اے ایمان والو! تم رسول (ﷺ) کو راعنا مت کہو اور انظرنا کہو اور (رسول ﷺ کی بات) بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے (سورۃ بقر)۔ ''تم اپنے درمیان رسول ﷺ کا پکارنا ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا کہ ایک دوسرے کو پکارتے ہو (سورۃ نور)۔ ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو' بیشک اللہ سنتا جانتا ہے اور اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی (ﷺ) کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان کے دربار میں چیخ کر نہ بولو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے رہتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال بیکار نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو' بیشک جو لوگ رسول (ﷺ) کے دربار میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں وہی ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لئے آزما لیا ہے' ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ بیشک وہ جو آپ کو (اے رسول) حجروں کے باہر پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ آپ کے باہر تشریف لانے تک صبر کر لیتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (سورۃ الحجرات)۔

تعظیم وتوقیر کے یہ وہ طریقے ہیں جن کا عام طور پر خیال نہیں رہتا مثلاً کسی کو ایسے الفاظ سے اپنی طرف متوجہ کرنا جو عام لوگوں کے لئے استعمال کئے گئے ہوں۔ اہل عرب اس مقصد کے لئے راعنا کا لفظ استعمال کرتے تھے جس کی ممانعت فرما کر انظرنا سے محبوب کریم ﷺ کو خطاب کرنے کا حکم دیا گیا۔ ان دونوں الفاظ میں اتنا ہی فرق ہے جتنا ہمارے یہاں سنو اور توجہ فرمایئے میں ہے۔ محبوب ﷺ کے لئے ایسے عام الفاظ کا استعمال، محبوب کریم ﷺ سے عامیانہ اور بے تکلفانہ گفتگو کسی بھی اعتبار سے محبوب دوجہاں ﷺ سے آگے بڑھنے کی کوشش، جان کائنات ﷺ کے دربار میں بلند آواز سے بولنا محبوب کریم ﷺ کے سامنے چلا چلا کر باتیں کرنا ان کے حق وتعظیم وتوقیر کے خلاف ہیں اور جو شخص اس حق کو ملحوظ نہیں رکھے گا اس کی نہایت احتیاط سے ادا کی ہوئی عبادتیں اور تمام نیکیاں ایسے برباد ہوسکتی ہیں کہ ان کو پتہ بھی نہ چلے گا۔ اسی طرح محبوب کبریاء ﷺ کو اپنی ضرورت کے لئے پکار لینا نہایت ہی بے وقوفی کا عمل ہے۔ ہاں جو لوگ ان آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے دربار رسالت میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور محسن کائنات ﷺ سے ملاقات کے لئے اپنے وقت کی قربانی دیتے اور صبر کے ساتھ ان کے باہر تشریف لے آنے کے منتظر رہتے ہیں، وہ متقی ہیں۔ اللہ کریم ان کے گناہ معاف فرما دیتا ہے ان کو اجر عظیم عطا فرماتا ہے۔ (مزید تفصیل ہماری کتاب ''اطاعت ومحبت رسول ﷺ'' میں ملاحظہ فرمائیں)۔

☆ تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے نبی (ﷺ) پر درود بھیجتے رہتے ہیں، ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو (سورۃ احزاب)۔

محبوب کریم ﷺ نے کسی حال میں امت کو فراموش نہ کیا۔ بلاشبہ وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ امت ہر وقت ہر حال میں اور ہر جگہ ان کو یاد رکھے وہ محبوب کریم تو دنیا سے ظاہری پردہ فرما جانے کے بعد بھی امت سے غافل نہیں۔ ان کا حال تو یہ ہے کہ جب امت ان کی اتباع اور پیروی کرتی اور احکام الٰہی کی پابندی کرتی ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں اور جب امت کا کوئی گروہ یا فرد برائیوں یا گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے تو انہیں بہت ہی بار معلوم ہوتا اور دکھ پہنچتا ہے، تو قیامت تک آنے والے امتیوں کو ان کی رضا حاصل کرنے اور ان کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے کی غرض سے ان کا ذکر کرتے رہنا چاہئے اور ان کے ذکر کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ امت ان کے دربار میں صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ پیش کرتی رہے جو کہ اللہ اور اس کے فرشتوں کا بھی عمل ہے۔ گویا اس عمل کو اختیار کرنے والے اللہ اور اس کے فرشتوں کی سنت پر بھی کاربند ہو جاتے ہیں۔ اللہ کریم اپنے محبوب کریم ﷺ پر ہر آن رحمتوں کا نزول فرماتا ہے اور فرشتے ہر دم اللہ قادر و کریم کے دربار میں محبوب ﷺ کے لئے استدعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ پس خوش نصیب ہیں وہ بندے اور اجر عظیم کے مستحق ہیں وہ امتی جو اپنے رسول ﷺ کے لئے نزول رحمت و برکت کی دعائیں کرتے ہیں۔

بہرحال قرآن کریم کی ان آیات سے واضح ہے کہ امت پر محبوب دوجہاں ﷺ کے کچھ حقوق ہیں

جن کا ادا کرنا امتیوں کے لئے لازم ہے اور جن سے غفلت کرنے والے احسان فراموش ہیں جو کبھی اپنی منزل کو نہیں پا سکتے یہاں جن حقوق کا تذکرہ ہے وہ یہ ہیں۔ محبوب کریم ﷺ کی اتباع و اطاعت' محبوب کریم ﷺ سے محبت' محبوب کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر محبوب کریم ﷺ کے دربار میں درود و سلام پیش کرنا۔ ان حقوق کی اہمیت کا اندازہ احادیث اور واقعات سے بھی ہو سکتا ہے جو تفصیل کے ساتھ کتب میں موجود ہیں۔ ان میں چند یہاں پیش کئے جاتے ہیں۔

محبوب کریم ﷺ کی اتباع و اطاعت

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک درزی نے محبوب دو جہاں ﷺ کی دعوت کی۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ گیا۔ صاحب خانہ نے جو کی روٹی اور شوربہ آپ ﷺ کو پیش کیا۔ شوربے میں خشک کیا ہوا نمکین گوشت اور لوکی تھی۔ میں نے محبوب کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ برتن کے کنارے سے انگلیاں ڈال کر لوکی کے ٹکڑے نکالتے اور تناول فرماتے۔ اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ آپ ﷺ کو لوکی بہت پسند ہے۔ اسی دن سے مجھے کوئی کھانا پسند نہیں آتا' جس میں لوکی شامل نہ ہو۔

☆ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رحمت دو جہاں ﷺ کے وصال کے بعد اس لشکر کو روانہ کرنے کا حکم دیا جس کو حاکم کائنات ﷺ نے خود تیار کیا تھا اور اس کا سالار حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا تھا۔ اس موقع پر کسی نے تجویز پیش کی کہ اسامہ نوجوان ہیں' مناسب ہوگا کہ کسی معمر تجربہ کار آدمی کو سالار لشکر مقرر کر دیا جائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی یہ مجال کیسے ہو سکتی ہے کہ جس شخص کو اللہ کے محبوب ﷺ نے سردار مقرر کیا' ابوبکر اس کو معزول کر کے دوسرا سردار مقرر کر دے۔

☆ حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کا یہ واقعہ ہے کہ آپ نے اپنے وصال سے چند گھنٹہ پہلے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے معلوم کیا کہ محبوب کریم ﷺ نے کس دن وفات پائی اور آپ کو کتنے کپڑوں میں دفن کیا گیا۔

اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ آپ جس طرح پوری زندگی رحمت دو جہاں ﷺ کی پیروی کرتے رہے اسی طرح آپ کی یہ خواہش تھی کہ مرتے وقت کا آخری عمل بھی محبوب ﷺ ہی کے مطابق ہو۔ یہاں تک کہ مرنے کے بعد جب اللہ کے رسول ﷺ سے ملاقات ہو تو کفن کے کپڑے بھی اتنے ہی ہوں جتنے اللہ کے محبوب ﷺ پہنے ہوئے ہوں۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طواف کرتے وقت حجر اسود کو بوسہ دیا اور فرمایا۔ اے پتھر میں جانتا ہوں کہ تو نہ کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نقصان۔ میں تجھے صرف اس لئے بوسہ دیتا ہوں کہ میرے پیارے آقا ﷺ نے ایسا کیا۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حاکم کائنات ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔ آپ نے اس کو خود نکال کر پھینک دیا اور فرمایا۔ کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ آگ کی انگاری اپنے ہاتھ میں ڈالے؟ مجلس سے محبوب دو جہاں ﷺ کے چلے جانے کے بعد لوگوں نے اس صحابی کو مشورہ دیا کہ اس انگوٹھی کو اٹھا لو فروخت کر کے اس کی رقم حاصل کر لینا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم جب اس کو اللہ کے محبوب ﷺ نے پھینک دیا تو اب میں اس کو ہرگز نہیں اٹھاؤں گا اور نہ ہی میں اس سے کوئی فائدہ حاصل کروں گا۔

☆ حضرت عوف ابن الحارث نے رحمت دو جہاں ﷺ سے پوچھا۔ یارسول اللہ ﷺ اللہ کریم کو اپنے بندے کی کونسی بات پسند ہے۔ حاکم کائنات ﷺ نے فرمایا کہ جب وہ بے زرہ ہو اور اپنا ہاتھ دشمن کے خون میں ڈبو دے۔ حضرت عوف زرہ پہنے ہوئے تھے۔ رحمت دو جہاں ﷺ کا یہ ارشاد سنتے ہی آپ نے زرہ اتاری اور میدان جنگ میں کود پڑے اور اتنا جہاد فرمایا کہ بالآخر شہید ہو گئے۔

☆ حضرت کعب ابن مالک انصاری رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ تمام عزوات میں محبوب کبریاء ﷺ کے ساتھ شریک رہے لیکن سب سے آخری عزوے غزوہ تبوک میں کچھ تساہل ہو گیا اور شریک نہ ہو سکے۔ غزوے سے واپس تشریف لائے تو وہ تمام صحابہ حاضر دربار ہوئے جو عذوے میں شریک نہ تھے۔ محبوب کبریاء ﷺ نے سب سے عدم شرکت کی وجہ معلوم کی۔ سب نے عذر پیش کئے جو مقبول ہوئے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ آپ بھی کوئی عذر پیش کر دیں لیکن آپ نے غلط بیانی سے گریز کیا اور صفائی سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! بس تساہل کے سبب شریک نہ ہو سکا' معافی کا خواستگار ہوں۔ حاکم کائنات ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کرو' ساتھ ہی آپ نے یہ بھی اعلان فرما دیا کہ جب تک کعب کی غلطی معاف نہ ہو کوئی ان سے بات نہ کرے۔ اب حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت تھی کہ مسجد حاضر ہوتے ہی نماز سے فارغ ہو کر ایک کونہ میں بیٹھ جاتے۔ نہ مالک دو جہاں ﷺ آپ پر توجہ فرماتے اور نہ ہی صحابہ میں سے کوئی آپ سے گفتگو کرتا۔ یہاں تک کہ آپ ایک دن اپنے چچا زاد بھائی ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جو آپ سے بے حد محبت کرتے تھے لیکن آج ابوقتادہ نے بھی توجہ نہ کی۔ ایسی حالت میں چالیس دن گزر گئے تو حاکم کائنات ﷺ کا آپ کو پیغام ملا کہ اپنی بیوی کو چھوڑ دو۔ کعب کے لئے اگرچہ یہ ایک بڑی آزمائش تھی لیکن آپ نے اس پیغام کو بھی اپنے لئے رحمت جانا اور معلوم کیا کہ کیا میں بیوی کو طلاق دے دوں۔ مالک دو جہاں ﷺ نے فرمایا نہیں علیحدہ کر دو۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیوی کو میکے روانہ کر دیا۔ پورے پچاس دن کے بعد محبوب کبریاء ﷺ نے صحابہ کو خبر دی کہ کعب کی توبہ قبول ہو گئی۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے مکان کے قریب ایک ٹیلہ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس ٹیلے پر کھڑے ہو کر آواز دی اور بتایا کہ تمہاری توبہ قبول ہو گئی۔ حضرت کعب

رضی اللہ عنہ نے سجدہ شکرادا کیااور دوڑتے ہوئے رحمت دو جہاں ﷺ کے دربار میں حاضر ہوئے۔ محبوب دو جہاں ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا۔کعب تمہاری زندگی میں آج تک ایسا مبارک دن نہیں آیا‘ تمہیں خوشخبری ہو کہ تمہاری توبہ قبول ہوگئی۔

☆ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ اس خوشی کے موقع پر میں اپنا تمام مال صدقہ کرتا ہوں۔محبوب کریم ﷺ نے فرمایا نہیں مال کا ایک حصہ صدقہ کر دو۔حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے خیبر کا حصہ صدقہ کر دیا اور کہا اللہ کریم نے میری سچائی کے باعث مجھ پر یہ انعام فرمایا ہے۔انشاءاللہ آخر دم تک میں سچائی کو نہ چھوڑوں گا۔

☆ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ان کا رنگ سیاہ تھا۔شکل وصورت کے بھی اچھے نہ تھے۔ عام طور پر ان کو سعد الاسود کے نام سے پہچانا جاتا تھا۔ ایک دن انہوں نے رحمت دو جہاں ﷺ کے دربار میں حاضر ہو کر خواہش ظاہر کی کہ میں نکاح کرنا چاہتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا۔عمرو بن وہب ثقفی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ ان کی جوان لڑکی ہے۔ہماری طرف سے ان کو اپنا پیام دے دو۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ عمرو بن وہب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور انہیں رحمت دوجہاں ﷺ کے فرمان سے مطلع کیا۔عمرو بن وہب رضی اللہ عنہ نومسلم تھے۔مزاج میں ابھی جاہلیت کی بود و باش تھی۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی صورت دیکھ کر انہوں نے اپنی لڑکی کا نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔کہیں یہ بات ان کی لڑکی نے سن لی۔وہ دوڑی آئیں اور کہنے لگیں۔اگر راحت جاں ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے تو میں بخوشی تمہارے ساتھ شادی کروں گی اور باپ سے کہا اللہ کا خوف کرو‘ آپ نے محبوب کبریاء ﷺ کے حکم کو ٹالنے کی کوشش کی‘ ابھی دربار رسالت میں حاضر ہو کر معافی طلب کرو اور میرے رشتے کو تسلیم کرنے کی خبر دو۔حضرت عمرو بن وہب حضرت سعد ہی کے ہمراہ دربار رسالت میں حاضر ہوئے‘ معافی چاہی اور نکاح کرنے پر رضامندی کا اظہار کیا۔ رحمت دو جہاں ﷺ نے ان کو معاف فرماتے ہوئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا جاؤ تمہارا نکاح ہو گیا۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ ابھی نکاح کی تیاریوں میں مصروف ہی تھے کہ بازار میں کچھ خرید وفروخت کرتے ہوئے آپ نے اعلان جہاد سنا۔مدتوں سے جس شادی کی آرزو تھی‘ اس کی پروا کئے بغیر لشکر اسلام میں شامل ہو گئے اور میدان جنگ میں پہنچ کر جام شہادت نوش کیا۔محسن کائنات ﷺ سعد رضی اللہ عنہ کی لاش پر پہنچے ان کا سر اپنی گود میں رکھ کر ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں نے سعد کا نکاح عمرو بن وہب رضی اللہ عنہ کی لڑکی سے کر دیا تھا لہٰذا سعد کے سامان کی وہی وارث ہو گی۔اس کو سامان پہنچا دیا جائے اور عمرو بن وہب کے گھر والوں سے کہہ دو کہ اللہ قادر و کریم نے سعد کو تمہاری لڑکیوں سے بہتر لڑکی عطا فرما دی ہے اور اس کی شادی جنت میں ہو گئی۔

☆ حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ عمان سے مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے تھے کہ انہیں راستے میں مسیلمہ کذاب (جھوٹے مدعی نبوت) کا لشکر مل گیا اور آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ محمد بن عبداللہ ﷺ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ اللہ کے آخری اور سچے نبی ہیں۔ مسیلمہ نے کہا۔ نہیں یہ کہو کہ مسیلمہ اللہ کا سچا رسول ہے۔ حضرت حبیب نے نہایت حقارت سے اس پر نظر ڈالی اور فرمایا۔ محمد ﷺ اللہ کے آخری اور سچے رسول ہیں۔ مسیلمہ نے تلوار ماری اور آپ رضی اللہ عنہ کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ پھر پوچھا کہ اب کیا کہتے ہیں۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے وہی جواب دیا۔ آپ پر تلوار کا دوسرا وار ہوا اور دوسرا ہاتھ کٹ گیا۔ مسیلمہ نے پھر سوال کیا۔ آپ کا جواب وہی تھا۔ حتیٰ کہ آپ کے جسم کے ٹکڑے ہوتے رہے اور آپ تلوار کے ہر وار پر فرماتے اشهدان محمد رسول الله۔

☆ حضرت عباس ابن عبدالمطلب کا مکان مسجد نبوی سے ملا ہوا تھا۔ جس کے پرنالے سے بارش میں مسجد آنے جانے والوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پرنالے کو نکلوا دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اللہ قادر و کریم کی قسم محبوب کبریاء ﷺ نے میری گردن پر کھڑے ہو کر اپنے دست مبارک سے یہ پرنالہ لگایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سنتے ہی لرز گئے اور فرمانے لگے اے عباس تم ابھی میری گردن پر کھڑے ہو کر اس پرنالہ کو اسی جگہ لگا دو۔

☆ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں وہ حدیث بیان کی گئی جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جان کائنات ﷺ کو لوکی بہت پسند تھی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کسی کھانے میں مزا نہ آتا تھا۔ جب تک کہ لوکی موجود نہ ہو۔ یہ حدیث سن کر مجلس میں موجود ایک شخص نے کہا کہ مجھے لوکی بالکل پسند نہیں۔ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے تلوار نکالی اور فرمایا۔ جرد الایمان والا لاقتلنك ایمان کی تجدید کرو ورنہ میں تجھے ضرور قتل کر دوں گا۔

یہ چند واقعات ذکر کئے گئے جو یہ سمجھ لینے کے لئے کافی ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ کے محبوب ﷺ کی اتباع و پیروی اور اطاعت و فرمانبرداری کا حق کس طرح ادا کیا۔ انہوں نے محبوب دو جہاں ﷺ کی رضا اور ان کے احکام کی پابندی میں ان پر کسی چیز کو قربان کر دینے سے کسی وقت بھی گریز نہ کیا۔ وہ کبھی یہ نہ سوچتے اور نہ پوچھتے تھے کہ ان کو ایسا حکم کیوں دیا گیا۔ وہ حکم کے منتظر رہتے تھے اور اس کی تعمیل کو اپنی کامیابی و نجات کا ذریعہ یقین کرتے تھے۔ بلاشبہ اتباع و اطاعت کا حق اسی قدر اہم ہے۔

محبوب کریم ﷺ سے محبت

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے محبوب دو جہاں ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، سوائے اس جان کے جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔ مالک دو جہاں ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی اس وقت تک ہرگز مومن کامل نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے

نزدیک اس کی جان سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے۔ قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ پر اپنی کتاب نازل کی' بے شک آپ میرے نزدیک میری اس جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔ حاکم کائنات ﷺ نے فرمایا۔ الان یاعمر اے عمر اب تم مومن (کامل) ہوئے۔

☆ جنگ احد میں ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کے باپ' بھائی اور شوہر شہید ہو گئے جن کی اطلاع آپ کو علیحدہ علیحدہ ملی۔ آپ ہر خبر دینے والے سے صرف یہ سوال کرتیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کا حال بتاؤ اور جب انہیں معلوم ہوا کہ محبوب دو جہاں ﷺ خیریت سے ہیں تو عرض کرنے لگیں۔ کل مصیبة بعدك جلل اے اللہ کے نبی ﷺ آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت آسان ہے۔

☆ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے یوم بدر میں اپنے باپ کو قتل کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر ہی میں اپنے ماموں عاص ابن ہشام کو قتل کیا۔ اسی دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لڑکے عبدالرحمٰن (جو بعد میں مسلمان ہوئے) میدان جنگ میں نظر آئے تو خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تلوار تان کر آگے بڑھے لیکن رحمت دو جہاں ﷺ نے ان کو روک دیا۔ جنگ احد میں حضرت مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔

☆ حضرت زید ابن وثنہ رضی اللہ عنہ کو صفوان ابن امیہ نے اس لئے خریدا کہ انہیں اپنے باپ امیہ ابن خلف کے بدلے قتل کر ڈالے۔ جب آپ کو شہید کرنے کے لئے حرم کے حدود سے باہر لے جایا گیا تو اس وقت ابوسفیان (جو اب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے وہاں موجود تھے) انہوں نے بطور آزمائش حضرت زید سے سوال کیا کہ زید تمہارا کیا خیال ہے کہ تمہیں آزاد کر دیا جائے اور تمہاری جگہ محمد بن عبداللہ ﷺ کو قتل کر دیا جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ قسم اللہ قادر وکریم کی میری بوٹیاں کر دی جائیں لیکن میں اتنا بھی برداشت نہیں کروں گا کہ محبوب کریم ﷺ کو ایک کانٹے کی بھی تکلیف پہنچے۔ ابوصفیان کہنے لگے قسم بخدا میں نے کسی کو اپنے سردار سے اتنی محبت کرنے والا نہ پایا جتنی محبوب اصحاب محمد ﷺ ان سے کرتے ہیں۔

☆ حضرت عبدالرحمٰن ابن سعد نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پیر سو گیا۔ مجلس میں حاضر کسی شخص نے بتایا کہ آپ اس کا نام لیں جس سے آپ کو سب سے زیادہ محبت ہو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً راحت جاں ﷺ کا اسم مبارک لیا اور آپ کا پیر ٹھیک ہو گیا۔ (یہ مجرب عمل ہے کہ اگر پیر سو جائے تو درود شریف پڑھا جائے فوراً ٹھیک ہو جائے گا)۔

☆ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک شخص نے جان کائنات ﷺ سے عرض کی۔ یارسول اللہ (ﷺ) آپ میرے نزدیک میری جان اور میری اولاد سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپ ہم میں موجود ہیں' میں اپنے عیال میں ہوتا ہوں جب آپ کا خیال آتا ہے حاضر دربار ہو

کر زیارت کر لیتا ہوں' تسلی ہو جاتی ہے لیکن جب میں اپنی موت کو اور آپ کو یاد کرتا ہوں تو اس خیال سے تڑپ جاتا ہوں کہ قیامت کے دن آپ تو دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جنت کے بلند درجات میں رونق افروز ہوں گے اور میں جنت کے عام معمولی درجے میں ہوں گا' پھر کس طرح مجھے آپ کی زیارت نصیب ہوگی اور کیسے میں اپنی تسلی کر سکوں گا۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس شخص کی یہ گفتگو سن کر اللہ کے محبوب خاموش ہو گئے یہاں تک کہ جبریل امین علیہ السلام اللہ کریم کا پیغام لے کر حاضر ہوئے۔ ''اور جو کوئی اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرے پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی پیغمبروں' صدیقوں' شہیدوں اور نیکوں کے ساتھ اور یہ اچھے رفیق ہیں'' (سورۃ النساء)۔

☆ غزوہ بدر میں غیبی امداد اور کامیابی کا مژدۂ الٰہی سننے کے بعد حاکم کائنات ﷺ نے لشکر اسلام سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' آج جو شخص بھی کافروں کے مقابلے میں آئے گا اور صبر کرتے ہوئے ثواب سمجھ کر اس حال میں قتل ہو جائے گا کہ آگے بڑھتا ہوا ہو پیچھے ہٹتا ہوا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اس ارشاد نبوی ﷺ کو سننا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جام شہادت نوش کرنے کے لئے بے چین ہوئے اور ہر ایک یہ چاہنے لگا کہ میدان جنگ میں جانے کا موقع پہلے اس کو ملے۔ حضرت عمیر ابن الحمال رضی اللہ عنہ کھجور کھا رہے تھے وہ پھینکتے ہوئے بولے کیا میرے اور جنت کے درمیان صرف اتنا ہی فاصلہ ہے کہ میں کافروں سے لڑوں اور قتل ہو جاؤں یہ کہہ کر میدان میں کود پڑے خوب داد شجاعت دی' بہادری کے جوہر دکھائے اور مردانہ وار شہید ہو گئے۔

☆ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جنگ احد میں اس وقت جان کائنات ﷺ کے قریب تھے' جب میدان جنگ میں ایک افراتفری کا عالم تھا' بہت سے صحابہ غلط فہمی کا شکار ہو کر میدان جنگ چھوڑ چکے تھے اور کفار نے محبوب دو جہاں ﷺ کو نرغے میں لے لیا تھا۔ حضرت طلحہ محبوب کبریاء ﷺ کو کفار سے بچانے کی کوشش میں اپنے ہاتھوں اور پیٹھ و سینہ پر نیزوں کو روک رہے تھے۔ کافروں کے تیروں سے آپ کی کچھ انگلیاں کٹ گئی تھیں اور کچھ بالکل شل ہو کر رہ گئی تھیں۔ اس کے باوجود آپ نے موقع نکال کر اللہ کے محبوب ﷺ کو اپنی پیٹھ پر سوار کر کے جبل احد پر ایک محفوظ جگہ پہنچایا۔ جنگ کے بعد جب آپ کے زخم دیکھے گئے تو ستر سے زیادہ تھے۔ مالک دو جہاں ﷺ نے اس موقع پر خیر کا لقب دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو صاحب احد کہا کرتے تھے۔

☆ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا کچھ قرضہ ایک مشرک عاص ابن وائل پر تھا۔ جب آپ نے اس سے تقاضہ کیا تو اس نے جواب دیا جب تک محمد ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑو گے' ایک پیسہ بھی ادا نہ کروں گا۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ قسم بخدا یہ تو دولت ہے اگر میری جان بھی چلی جائے تب بھی

میں اللہ کے رسول ﷺ کو نہیں چھوڑ سکتا۔

ان واقعات سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کس طرح محبوب دوجہاں ﷺ سے محبت کا حق ادا کیا سچ یہ ہے کہ جس نے محبوب کریم ﷺ سے محبت کی وہ اللہ کا پیارا ہو گیا اور جو اللہ کا پیارا ہو جاتا ہے ساری مخلوق اسی کی ہو جاتی ہے۔ محبوب کریم ﷺ سے محبت نہ کرنے والا دنیا و آخرت میں اسی طرح ذلیل و خوار ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے فضل و کرم کے لائق ہی نہیں رہتا۔

محبوب کریم ﷺ کی تعظیم

ذیقعد ۶ ہجری شاہ خوباں ﷺ باارادہ عمرہ مکہ کی طرف روانہ ہوئے' کفار مکہ کو پتہ چلا تو انہوں نے آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا اور رحمت دوجہاں ﷺ کو مکہ سے باہر ہی مقام حدیبیہ پر قیام کرنا پڑا۔ اس موقع پر کافروں سے معاہدہ کی غرض سے رحمت دوجہاں ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا اور کفار کی طرف سے عروہ ابن مسعود (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) نمائندہ مقرر ہو کر دربار رسالت میں حاضر ہوئے یہاں عروہ نے جو کچھ دیکھا اور جو ان پر اثر ہوا اس کو کفار مکہ کے پاس جا کر اس طرح بیان کیا۔ "اے میری قوم! قسم بخدا میں بادشاہوں کے دربار میں حاضر ہوا میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار دیکھے لیکن میں نے کوئی ایسا بادشاہ نہ دیکھا جس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں۔ جیسے اصحاب محمد ﷺ ان کی تعظیم کرتے ہیں خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ جب انہوں نے تھوکا تو وہ اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر گرا اور انہوں نے اس کو اپنے منہ اور جسم پر مل لیا جب وہ اپنے اصحاب کو حکم دیتے تو وہ اس کی تعمیل کے لئے دوڑتے اور جب وہ وضو کرتے تو ان کے وضو کے پانی کے لئے آپس میں جھگڑتے اور جب بات کرتے تو ان کے اصحاب اپنی آوازیں دھیمی کر لیتے اور احترام و تعظیم کے سبب ان کی طرف نگاہ نہیں کرتے (میں کہتا ہوں کہ) انہوں نے تم پر ایک اہم چیز اسلام پیش کی بہتر ہے کہ تم اس کو قبول کرلو'۔

☆ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ عنہ بہت بلند آواز اور انصار کے خطیب تھے۔ جب اللہ کریم کا یہ حکم نازل ہوا کہ "تم اپنی آواز کو محبوب ﷺ کی آواز پر بلند نہ کرو" تو ثابت گھر بیٹھ گئے اور دن رات یہ سوچ کر رویا کرتے کہ میں تو محبوب کریم ﷺ کے دربار میں اونچی آواز سے بولنے پر مجبور ہوں۔ اس طرح تو میرے تمام اعمال اکارت ہو جائیں گے اور میں دربار رسالت میں حاضر ہونے سے بھی محروم رہوں گا۔ چند دن گزرے کہ رحمت دوجہاں ﷺ نے اہل مجلس سے دریافت فرمایا۔ ثابت کیا کہیں کچھ بیمار تو نہیں ہو گئے یہ بات حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے پڑوسی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کو بتائی اور دربار میں ان کے حاضر نہ ہونے کی وجہ معلوم کی۔ جب ثابت نے ان کو اپنا حال بتایا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے رحمت دوجہاں ﷺ کی خدمت میں سارا ماجرا بیان کیا۔ محبوب کبریاء ﷺ نے فرمایا۔ ثابت کو بلاؤ اور ان

کو خوشخبری سنا دو کہ وہ جہنمی نہیں جنتی ہیں' جب حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ خوشخبری ملی تو وہ حاضر دربار ہوئے اور اس خوشخبری پر یقین کے باوجود بھی آواز دبا کر بات کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جان کائنات ﷺ کی سیرت مقدسہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔"جس وقت محبوب دوجہاں ﷺ کلام فرماتے تھے تو مجلس میں موجود تمام صحابہ اس طرح سر جھکا لیتے تھے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں جس وقت آپ خاموش ہو جاتے تو وہ کلام کرتے اور گفتگو میں محبوب ﷺ کی موجودگی کے باعث آپس میں جھگڑا نہیں کرتے تھے اور جو کوئی آپ کے سامنے گفتگو کرتا تو محبوب کریم ﷺ بھی بات غور سے سنتے تھے۔

☆ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب صحابہ میں سے کوئی سخت ضررت سے محبوب کبریاء ﷺ کو باہر بلانا چاہتا تھا تو ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے محبوب کریم ﷺ کے دروازے کو اپنے ہاتھ کے ناخنوں سے کھٹکھٹاتا تھا۔

☆ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روح کائنات ﷺ کے نمائندے کی حیثیت سے مکہ گئے۔ کفار مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دوران گفتگو کہا کہ اگر آپ طواف کعبہ کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو اجازت ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ رب کعبہ کی قسم جب تک محبوب دوجہاں ﷺ کعبہ میں داخل نہ ہوں عثمان کی جرأت نہیں ہو سکتی کہ طواف کرے (حالانکہ محبوب کریم ﷺ نے ممانعت نہیں فرمائی تھی)۔

☆ جب روح کائنات ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے اور چند دن ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام فرمایا تو آپ نے اپنے لئے ابوایوب کے مکان کا نچلا حصہ پسند فرمایا۔ حضرت ابوایوب کو ایک رات خیال آیا کہ اللہ کے محبوب ﷺ نیچے ہوتے ہیں اور ہم اوپر چلتے پھرتے اور سوتے ہیں۔ آپ نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ پوری رات مکان کے ایک کونہ میں گزاری اور صبح ہوتے ہی دربار رسالت میں حاضر ہو کر گزارش کی کہ یارسول اللہ ﷺ آپ اوپر کے حصہ میں تشریف لے چلیں۔ مالک دوجہاں ﷺ نے فرمایا۔ ہمیں نیچے ہی آرام ہے۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے نہایت مودبانہ عرض کی کہ"اے اللہ کے محبوب ﷺ مجھ میں اس بے ادبی کی جرأت نہیں کہ آپ نیچے ہوں اور ہم اوپر' اگر آپ یہاں قیام فرمائیں گے تو میں زینے پر قدم نہ رکھ سکوں گا۔ رحمت دوجہاں ﷺ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی درخواست منظور فرمائی اور اوپر کے حصے میں قیام فرمایا۔

☆ یہی ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اس وقت تک کھانا نہ کھاتے تھے جب تک کہ اللہ کے محبوب ﷺ تناول نہ فرما لیتے۔ جب محبوب دوجہاں ﷺ کا بچا ہوا کھانا واپس آتا تو آپ خاص طور پر اسی جگہ سے اس کو کھاتے تھے۔ جہاں محبوب کریم ﷺ کی انگلیوں کے نشان ہوتے تھے ایک دن اللہ کے

محبوب ﷺ نے کھانا تناول نہ فرمایا۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ مضطرب ہو کر رحمت دو جہاں ﷺ کے دربار میں حاضر ہوئے اور کھانا تناول نہ کرنے کی وجہ معلوم کرنے لگے۔ طیب و طاہر محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کھانے میں لہسن کی بوتھی' اس لئے ہم نے نہیں کھایا۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے دوسرے کھانے کا انتظام فرمایا اور جان کائنات ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ کیا لہسن حرام ہے۔ مجھے بتایئے تاکہ میں بھی چھوڑ دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ حرام نہیں ہے لیکن میں نہیں کھاتا۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے اس دن سے لہسن کھانا چھوڑ دیا۔ آپ فرماتے ہیں جس چیز کو اللہ کے محبوب رسول ﷺ نہ پسند فرمائیں' میں کس طرح اس کو پسند کرسکتا ہوں۔ محبوب کریم ﷺ کے پاس اللہ کا فرشتہ آتا اور آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی۔ اس لئے آپ لہسن اور پیاز سے پرہیز فرمایا کرتے تھے۔

☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب کبھی ہم رحمت دو جہاں ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے تو ہم میں سے کوئی اس وقت تک شروع نہیں کرتا تھا جب تک کہ اللہ کے محبوب رسول ﷺ شروع نہ فرماتے تھے۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک دن حضرت ثبات ابن اشیم رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ بڑے ہیں یا محبوب کریم ﷺ۔ حضرت ثبات نے جواب دیا۔ بڑے تو محبوب کریم ﷺ ہی ہیں لیکن میں پیدائش میں آپ ﷺ سے پہلے ہوں۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ناپاکی کی حالت میں تھے کہ مالک دو جہاں ﷺ تشریف لے آئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سامنے سے چلے گئے اور غسل کر کے دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ادباً ایسا کیا)۔ حاکم کائنات ﷺ نے پوچھا۔ ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کہاں چلے گئے تھے؟ انہوں نے وجہ بتائی تو رحمت دو جہاں ﷺ نے مسئلہ بتاتے ہوئے فرمایا۔ ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) مومن ناپاک نہیں ہوتا)۔

☆ حضرت اسلع ابن شریک رحمت دو جہاں ﷺ کی اونٹنی اور کجاوہ کسا کرتے تھے۔ ایک دن آپ سفر کے لئے تیار ہوئے اور اسلع ناپاک تھے۔ انہوں نے ادب و احترام کے باعث اللہ کے محبوب ﷺ کی اونٹنی اور کجاوے کو ہاتھ لگانا مناسب نہ سمجھا اور اپنے کسی ساتھی سے کجاوہ کسوا دیا اور خود غسل کرنے چلے گئے۔ محبوب دو جہاں ﷺ کو اندازہ ہوگیا کہ کجاوہ اسلع کا کسا ہوا نہیں ہے۔ سفر سے واپس آ کر آپ نے اسلع کو طلب فرمایا اور کجاوہ نہ کسنے کی وجہ دریافت کی۔ حضرت اسلع رضی اللہ عنہ نے سب ماجرا عرض کر دیا۔

بہرحال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رحمت دو جہاں ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حق ہر طرح ادا کیا۔ آپ کا یہ حق اس وقت تک ہی کے لئے نہ تھا۔ جب تک آپ دنیا مین ظاہراً تشریف فرما رہے بلکہ محبوب ﷺ کے دنیا سے

ظاہراً تشریف لے جانے کے بعد بھی امت پر یہ حق باقی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے وصال کے بعد بھی صحابہ اسی طرح آپ کی تعظیم فرماتے تھے۔ جس طرح آپ کی حیات مبارکہ میں اور ہمارے اسلاف نے بھی اس حق کو ادا کرنے کی کوشش جاری رکھی۔ اس سلسلے میں بھی چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

بعد وفات تعظیم و توقیر محبوب ﷺ

حضرت سائب ابن یزید نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی شریف کے ایک کونے میں لیٹا ہوا تھا اور دو آدمی آپس میں بلند آواز سے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک ایک کنکری میرے لگی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ سائب ان دونوں کو بلا کر لاؤ۔ میں نے حکم کی تعمیل کی دونوں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے بتایا کہ ہم طائف سے حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ قادر و کریم کی قسم اگر تم اس شہر کے ہوتے تو میں تمہیں کوڑے لگواتا۔ کیا تم محبوب کبریاء ﷺ کے دربار میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو؟

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں محبوب دو جہاں ﷺ کا عصا تھا۔ ایک موقع پر غفاری قبیلے کے ایک شخص نے وہ عصا آپ کے ہاتھ سے چھین لیا اور اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ دیا۔ وہاں موجود لوگ اس شخص کی اس قدر جرأت پر چلا اٹھے۔ اس گستاخی کی وجہ سے اس شخص کے گھٹنے میں ایسا زخم ہوا کہ بقیہ جسم کو زہر سے بچانے کے لئے اسے اپنا پیر کٹوانا پڑا لیکن پھر بھی وہ بچ نہ سکا اور چند ہی دن میں تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

☆ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے سر پر بالوں کا ایک حصہ اتنا لمبا تھا کہ جب وہ بیٹھ کر اس کو کھول دیتے تو بال زمین پر لگتے تھے۔ کسی نے ان سے کہا۔ ان بالوں کو کٹواتے کیوں نہیں ہو۔ آپ نے فرمایا میں ان کو ہرگز نہیں کٹواؤں گا کیونکہ ان بالوں پر جان کائنات ﷺ کا دست مبارک لگا ہے۔

☆ حضرت ام المومنین ام سلمٰی رضی اللہ عنہا کے پاس ڈبیہ میں رحمت دو جہاں ﷺ کے بال تھے۔ لوگ ان سے نظر بد اور دوسری بیماریوں کا علاج کیا کرتے تھے اور کبھی اس ڈبیہ کو پانی میں رکھتے اور پانی کو پیتے تا کہ مرض سے شفا حاصل ہو۔

☆ حضرت ثابت بنانی کا بیان ہے کہ رحمت دو جہاں ﷺ کے خادم خاص حضرات انس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ یہ میرے پاس محبوب دو جہاں ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال ہے۔ جب میں مر جاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ ان کی وفات کے وقت ایسا ہی کیا گیا اور اس بال شریف کے ساتھ ہی آپ کو دفن کیا گیا۔

☆ حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے محبوب دو جہاں ﷺ کے کچھ بال اور ناخن منگوائے اور وصیت کی کہ یہ میرے کفن میں رکھ دیئے جائیں لہذا ایسا ہی کیا گیا۔

☆ حضرت ابن سیرین نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہمارے پاس محبوب دوجہاں ﷺ کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ملے ہیں یہ سن کر حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس محبوب دوجہاں ﷺ کے ایک بال کا ہونا بھی دنیا کی ہر چیز سے زیادہ قیمتی اور محبوب ہے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رحمت دوجہاں ﷺ اپنے سر مبارک کے بال منڈواتے تھے تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ان کو لیا کرتے تھے۔ یہی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حجام رحمت دوجہاں ﷺ کے بال مبارک کاٹ رہا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے گرد حلقہ بنائے حاضر تھے اور کوشش یہی کر رہے تھے کہ جو بال بھی گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔ انہی نے بیان کیا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر محبوب دوجہاں ﷺ منیٰ تشریف لائے اور جمیرہ عقبہ پر کنکریاں پھینکیں اور اپنے مکان پر تشریف لے گئے پھر آپ نے حجام کو بلایا اور سر مبارک کے دونوں طرف سے بال کٹوا کر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیئے اور ان سے فرمایا کہ یہ بال لوگوں میں تقسیم کر دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس محبوب کبریاء ﷺ کے بالوں کا محفوظ ہونا ثابت ہے اور یہ مبارک بال آج تک موجود ہیں۔ (مزید تفصیل ہماری کتاب ''گیسوئے محبوب ﷺ'' میں ملاحظہ فرمائیں)۔

☆ حضرت عبداللہ ابن حازم کے پاس ایک سیاہ پگڑی تھی' جس کو وہ جمعہ وعیدین میں باندھا کرتے تھے یا لڑائی میں جب فتح پاتے تو اس کو بطور تبرک پہنتے تھے اور اس کا بے حد احترام کرتے تھے اور خوش ہر کر فرماتے تھے کہ یہ پگڑی مجھے اللہ کے محبوب ﷺ نے عطا فرمائی۔

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے محبوب دوجہاں ﷺ کے منبر کی اس جگہ پر ہاتھ ملا جہاں آپ بیٹھا کرتے تھے' پھر اس ہاتھ کو اپنے منہ پر پھیرا۔

☆ ایک دن حضرت خداش مکی رضی اللہ عنہ نے رحمت دوجہاں ﷺ کو ایک پیالہ میں کھانا کھاتے دیکھا۔ خداش نے آپ سے وہ پیالہ بطور تبرک حاصل کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بھی حضرت خداش کے گھر تشریف لاتے تو وہی پیالہ طلب فرماتے اس میں آب زمزم بھر کر پیتے اور اپنے منہ پر چھڑکتے تھے۔

☆ شاہ خوباں ﷺ کے تبرکات میں سے کچھ چیزیں حضرت عمر و بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں۔ جنہیں آپ نے ایک کمرے میں محفوظ کر دیا تھا اور روزانہ دن میں ایک مرتبہ ان کی زیارت فرمایا کرتے تھے۔ جو خاص لوگ آپ کے پاس ملاقات کے لئے آتے تو ان کو بھی ان تبرکات کی زیارت کرایا کرتے تھے۔ ان تبرکات میں محبوب کریم ﷺ کی ایک چارپائی' چمڑے کا تکیہ' ایک جوڑا موزہ' ایک لحاف اور ایک تیر کش کچھ تیروں کے ساتھ تھا۔ لحاف میں رحمت دوجہاں ﷺ کے سر مبارک کے میل کا نشان تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص بہت بیمار ہوا تو حضرت عمر و بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی اجازت سے لحاف کا وہ حصہ دھو کر اس شخص کی ناک

یوں عشقِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا دم ساز ہوا ہے
لگتا ہے کہ اب عمر کا آغاز ہوا ہے

عاشقوں صادقوں کیلئے

چیف آرگنائزر بزمِ عشاق حضرت علامہ حافظ محمد زمان خاں چشتی سیالوی (اسلام آباد)

کی جانب سے عظیم تحائف

- اسمائے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- عطائے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- ادائے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- تبسم محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- آدابِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- کلامِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- اخلاقِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- یادِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
- گیسوئے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- درِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

- صحیفۂ عشق
- عقل و عشق
- عشق اور اہلِ عشق
- حقیقتِ انسان
- حقیقتِ عشق
- ذوقِ زماں
- خیالِ زماں

- کمالاتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- حیاتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- صورتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- سیرتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- فرمانِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- معجزاتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- پیغامِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- بزمِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- محبّ اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- عکسِ حسنِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
- تعظیم و توقیرِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

طلیم دفتر کتابت 635147

ملنے کا پتہ: بزمِ عشاق ادارہ نجم الہدیٰ جامع مسجد عمر فاروق رضی اللہ عنہ پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد ۲۵۹۲۵۶